49

شاہ عبدالعزیز رائپوری

اور ان کے

جانشین

مفتی عبدالخالق آزاد

شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قطب الارشاد حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہ

قطب الارشاد حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ کی ذات قدسی صفات سے ہزاروں اور لاکھوں انسانوں نے فیض حاصل کیا' ہزاروں کی اصلاح ہوئی' راہ ضلالت پر بھٹکتی ہوئی انسانیت پر راہ ہدایت کی حقانیت ظاہر ہوئی اور یوں ایک عالم آپ کے فیضان ذات سے مستفید ہوا۔ باطل کے پاؤں اکھڑے اور حق کے غلبہ کی جدوجہد کو راستہ ملا۔ مظلوم انسانیت کو ظالم سامراج کے براہ راست تسلط سے آزادی حاصل ہوئی۔ آپ اور آپ کی جماعت کی عظیم قربانیوں کے سبب انگریز سامراج کو اس خطہ سے بوریا بستر ا گول کرنا پڑا' اور قومی آزادی کی جدوجہد ایک عظیم علاقہ میں کامیاب ہوئی۔

اگرچہ حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری کا فیضان بڑا وسیع اور ہمہ گیر ہے اور ہر طبقہ کے لوگ آپ کی صحبت میں رہ کر مستفید ہوتے رہے ہیں۔ ان میں بہت سے حضرات وہ تھے جو پہلے سے دین کے کسی نہ کسی شعبہ میں کام کر رہے تھے اور اپنی خدمات دینی کی وجہ سے شہرت رکھتے تھے محض اصلاح نیت کے جذبہ سے آپ کی خدمت میں تشریف لایا کرتے تھے اور تربیت اخلاق اور سلوک و احسان کے حصول کی آرزو لئے حاضر خدمت ہوتے تھے۔ ان میں سے جن حضرات کے حالات کچھ درست ہوتے اور دینی ماحول بنانے میں ممد و معاون بنتے' آپ انہیں دوسروں کو اللہ کا نام بتانے کی اجازت دے دیتے تاکہ اس پرفتن ماحول میں عام لوگوں میں عقائد کی درستگی اور اعمال کے اصلاح کی صورت قائم رہے۔

لیکن وہ حضرات جنہوں نے خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے جامع فکر و عمل اور جہد و کردار کے حقیقی نقوش کو سمجھا اور اسی کے ہو رہے۔ وہ چند خلفاء ہی ہیں ان حضرات نے اپنے آپ کو مٹا کر بڑے عزم و ہمت سے اس عظیم خانقاہ کے مزاج عالی کو اپنے جوہر قلب میں جگہ دی۔ حقیقت میں یہی وہ

حضرات ہیں، جو اپنے شیخ کے رنگ میں کچھ اس طرح رنگے گئے، کہ خانوادۂ ولی اللھی، امدادی، گنگوہی اور رحیمی فکر و عمل کے امین اور سچے وارث قرار پائے۔ اور خانوادۂ ولی اللھی، اور ان کے جانشین حضرات مجددین امت کے فکر و عمل کو آگے منتقل کرنے کے لئے سرگرم عمل ہوگئے۔ اور اسی کے ساتھ دور کے تقاضوں کے مطابق دین حق کے غلبہ کے لئے جس حکمت عملی کو حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ نے مرتب کیا تھا۔ اس پر صحیح معنوں میں عمل کرنے کے لیے سراپا عمل بن گئے۔

ان حضرات خلفاء میں سب سے ممتاز شخصیت قطب الارشاد حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہ کی ہے۔ چنانچہ آپ حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ کے بعد خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے مسند نشین اور اس کے جامع فکر و عمل اور جہد و کردار کے حامل قرار پائے، حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ نے اپنی حیات مبارکہ کے آخری دور میں آپ کو اپنا جانشین مقرر کیا، اور وہ امانت جو آپ نے قطب عالم حضرت عالی رائے پوری قدس سرہ سے حاصل کی تھی، حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہ کے سپرد فرما دی اور یوں حضرت رائے پوری ثالث اپنے نانا قدس سرہ کے فکر و عمل کے سچے وارث اور اسے آگے منتقل کرنے کے ذمہ دار قرار پائے۔

بلاشبہ قطب الارشاد حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہ وہ عظیم شخصیت ہیں، جنہوں نے حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ کی ذات قدسی صفات میں اپنے آپ کو فنا کرکے مشائخ رائے پور کی نسبت جامعہ کو بڑی عمدگی سے پوری طرح جذب کیا ہے۔ آپ کے جوہر قلب میں بچپن کے زمانہ سے اس سلسلہ کے مشائخ کرام کی جو محبت قویہ پیدا ہوئی تھی، اس کے اثرات نے آپ کی ذات میں بڑی اونچی استعداد پیدا کردی۔

قطب الارشاد حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہ قطب عالم حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہ کے نواسہ حقیقی ہیں۔

آپ نے ولادت کے بعد جس ماحول میں آنکھ کھولی' وہ انتہائی پاکیزہ اور اونچی نسبتوں کا حامل تھا' آپ کے والد گرامی حضرت چوہدری تصدق حسین رحمتہ اللہ علیہ قطب ربانی حضرت اقدس گنگوہی قدس سرہ سے بیعت اور انتہائی ذاکر شاغل اور دینی فہم و بصیرت کے حامل تھے۔ آپ کا نام "عبدالعزیز" حضرت اقدس گنگوہی رحمہ اللہ نے تجویز فرمایا اور اپنی توجہات قلبیہ سے مستفید فرمایا۔

اسی طرح اپنے نانا قطب عالم حضرت عالی رائے پوری کی قلبی توجہات سے مستفید ہونے کا موقع ملا۔ آپ نے شعور کی آنکھ کھولی' تو چاروں طرف اونچی نسبتوں کے حامل حضرات آپ پر شفقت فرماتے رہے' قرآن حکیم حفظ کرنے کے بعد رائے پور میں آپ کا قیام رہا۔ اس دوران حکیم الامت حضرت شیخ الہند قدس سرہ' کی نوازشات قلبیہ سے بھی آپ کو سیرابی کا موقع ملا۔ اسی طرح جب مدرسہ مظاہر علوم میں داخل ہوئے تو حضرت اقدس مولانا خلیل احمد سہارنپوری قدس سرہ کے ہاں آپ کی تعلیم و تربیت کا اہتمام ہوا۔ ان کی شفقتیں بھی بے پایاں رہیں۔ حتی کہ قطب عالم حضرت عالی رائے پوری نے اپنے آخری ایام میں آپ پر خصوصی توجہ فرمائی۔ انہی دنوں میں حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوری نے قطب عالم حضرت عالی رائے پوری کی بڑی خدمت کی' اور کئی مرتبہ قرآن کریم بھی خوب سنائے' آخر زمانہ میں حضرت عالی رائے پوری بیماری اور کمزوری کے سبب اکثر قرآن کریم کی تلاوت کی سماعت کیا کرتے تھے۔ رمضان اور غیر رمضان میں یہی معمول تھا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوری نے بڑی ہمت و استقلال سے مسلسل اور روانی کے ساتھ آپ کو متعدد مرتبہ قرآن کریم سنایا' اور اس دوران قطب عالم حضرت رائے پوری پوری طرح آپ کی طرف متوجہ رہتے تھے۔ حتی کہ آپ کے جوہر قلب میں جذبہ نبوی کی اس بلند نسبت کو راسخ کر دیا' جو قرآن کے فیضان سے حاصل ہوتی ہے' اور قرآنی انقلاب کے اساسی فکر و عمل کو آپ کے جاذبہ قلبی میں اس طرح پیوست کر دیا کہ وہ سلسلہ کے مشائخ کی نسبتوں کا امین بن گیا' قطب عالم حضرت عالی رائے پوری قدس سرہ' نے حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوری قد-

جاذبہ حق کی طرف کھینچ کر اپنی زندگی میں ہی آپ کی نسبت کی تکمیل کر دی تھی۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ نے حضرت اقدس مولانا سعید احمد رائے پوری مدظلہ العالی کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"تمہارے ابا جان کی نسبت کی تکمیل تو حضرت عالی رائے پوری قدس سرہ ہی کر گئے تھے۔" (۱)

اسی طرح جب حضرت اقدس عالی رائے پوری کا وصال ہوا، تو حضرت منشی رحمت علی صاحب نے حضرت بہاول نگری اور حضرت رائے پوری ثانی کے سامنے تجویز رکھی کہ "حضرت صاحبزادہ صاحب مولانا عبدالعزیز صاحب کی نسبت کی تکمیل تو حضرت عالی رائے پوری قدس سرہ کر گئے ہیں لہٰذا ان سے یہ کام لینا چاہیے۔" جب اس تجویز کا علم حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری کو ہوا تو آپ نے ان حضرات کے پاؤں پکڑ لیے، اور انتہائی مودبانہ انداز میں ان سے درخواست کی، کہ "میں کچھ بھی نہیں ہوں، میں تو مولانا عبدالقادر صاحب کا ایک خادم بن کر رہنا چاہتا ہوں۔"

اس طرح باوجود نسبت اور خلافت کے حصول کے آپ نے مسلسل ۴۵ سال حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری کے خادم کی حیثیت سے خدمت سرانجام دی اور ایسی خدمت کی، کہ اس کی مثال نہیں ملتی، چنانچہ حضرت عالی رائے پوری کے وصال کے بعد ابتدائی پانچ چھ سال تک حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ کا قیام حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوری کے پاس مدرسہ مظاہر علوم کے دارالاقامہ کے کمرہ میں یا پھر گمتھلہ میں ہوتا تھا، رائے پور میں آپ صرف حضرت عالی رائے پوری کے مزار پر تشریف لے جایا کرتے تھے، باقی زیادہ وقت حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوری کے پاس گزرتا تھا۔ یا ان کی معیت میں بہٹ کے شاہ زاہد حسین صاحب، یا کھیڑی میں راؤ ناظر حسن صاحب کے ہاں قیام ہوتا تھا۔ ان سالوں میں حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری کی خانقاہ کا پورا انتظام کرنا اور مہمانوں کی خدمت کرنا حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوری کی ذمہ داری تھی۔ حتی کہ آپ نے چوہدری محمد صدیق

صاحب کو بار بار یاد دہانی کرا کر رائے پور میں آپ کے لیے نئی خانقاہ تعمیر کرائی، اور جب اس کی آبادی کا وقت آیا، اور حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ کا قیام نئی خانقاہ میں ہوا، تو انہی دنوں میں حضرت شاہ سعید احمد رائے پوری کی والدۂ محترمہ سے آپ کی شادی ہوئی تھی، ان کے جہیز کا تمام سامان خانقاہ میں لاکر حضرت شاہ عبدلقادر رائے پوری کے سپرد کر دیا۔ چنانچہ تمام برتن، چارپائیاں اور بسترے وغیرہ اس خانقاہ میں مہمانوں کے لیے استعمال ہوتے رہے۔ چنانچہ ابتداء میں جبکہ ابھی حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ کی طرف کثرت سے لوگوں کا رجوع نہ ہوا تھا، آپ نے ہر طرح سے خدمت سرانجام دی۔

یہ تو ابتدائی ایام کا معاملہ ہے۔ پھر جب کثرت سے لوگوں کا رجوع حضرت رائے پوری ثانی کی طرف ہوا تو اس زمانہ میں مسلسل اسفار میں ساتھ رہا کرتے اور ہر خدمت بجا لاتے، تقسیم ہند کے بعد پاکستان میں سرگودھا قیام کے باوجود آپ کا یہ خادمانہ تعلق اور عشق محبت کا رشتہ جاری رہا۔ اس خدمت، محبت اور عشق کے تعلق نے انتہائی ترقی کی، حتی کہ جس نسبت کی تکمیل حضرت عالی رائے پوری نے کی تھی، اس میں پختگی اور رسوخ کا یہ عالم ہوا کہ آپ اپنے دونوں مشائخ کی مجسم تصویر بن گئے، ان مشائخ نے آپ کے قلب و قالب اور دماغ کو ہی تبدیل نہیں کیا، بلکہ چہرہ مہرہ اور ظاہری عادات و اطوار کو اپنے رنگ میں رنگ لیا۔ حتی کہ جب آخری دنوں میں قطب الارشاد حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ آپ کو اپنی نسبتوں کا امین بنایا اور القائے نسبت تمام ہوئی، تو آپ کا چہرہ مبارک، جسم و جان اور عادات و اطوار اپنے شیخ حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری کی مشابہت اختیار کر گئے۔ چنانچہ یہ بات تمام دینی حلقوں میں مشہور ہو گئی کہ "القائے نسبت" سے ظاہری شکل و صورت میں تغیر و تبدل کی زندہ مثال اگر کسی نے دیکھنی ہو، تو حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوری کو دیکھ لیا جائے۔ چنانچہ ہمارے اساتذہ کرام بالخصوص مفتی اعظم مفتی ولی حسن ٹونکی سابق شیخ الحدیث جامعہ علوم

اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی اپنے درس بخاری کے سبق میں نسبت کی منتقلی کے سلسلہ میں حضرت اقدس قدس سرہ کی مثال دیا کرتے تھے۔ اور خود اپنے مشاہدہ کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔

الغرض قطب الارشاد حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہ' نے ہوش سنبھالنے کے بعد تقریباً ۱۴'۱۵ سال قطب عالم حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہ' کی خدمت کی اور صحبت اٹھائی اور آپ کی وقاد طبیعت نے اپنے نانا کے فکر و عمل اور جہد و کردار کا پوری طرح مشاہدہ کیا۔ اور اسے اپنے مزاج اور طبیعت کا حصہ بنایا اور پھر قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ کی ۴۵ سال تک خدمت کی اور انتہائی دلجمعی کے ساتھ آپ کی صحبت میں رہے۔ یوں خانقاہ رائے پور کا پورا مزاج آپ کی ذات میں منتقل ہوگیا' اور آپ حقیقی معنوں میں اگلے دور میں اس عظیم خانقاہ کے مسند نشین اور قطب الارشاد حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری کے جانشین قرار پائے۔

قطب الارشاد حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہ نے اپنے شیخ حضرت اقدس رائے پوری ثانی قدس سرہ کے وصال ۱۹۶۲ء کے بعد تقریباً تیس سال تک خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پوری کی مسند کو رونق بخشی' اور اس حوالے سے سپرد شدہ ذمہ داریوں کو پورا فرمایا۔ اس پورے دور میں آپ نے جس ضبط' تحمل' بردباری اور تدبر و فراست کے ساتھ اس سلسلہ عالیہ کے جامع فکر و عمل اور بہترین جہد و کردار کو محفوظ رکھا' اور سرمو انحراف نہ ہونے دیا۔ وہ آپ جیسی عظیم شخصیت کا امتیازی وصف ہے۔ بلاشبہ آپ نے انتہائی نامساعد حالات' پریشان کن ماحول اور مفاد پرستی کے دور میں اپنی ذمہ داریوں کو بڑے سلیقہ اور بصیرت سے پورا فرمایا۔ اور خانقاہ عالیہ رحیمیہ کے بنیادی فکر' مسلک اور مشرب میں کسی طرح سے بھی تغیر نہ ہونے دیا۔

اس خطہ کی معروضی صورت حال کچھ یوں رہی کہ ۱۹۴۷ء میں اگرچہ انگریز سامراج کا بوریا بستر اس خطہ سے گول ہوگیا اور آزادی کا سورج طلوع

ہوا' لیکن اسی کے ساتھ نئے عالمی سامراج امریکہ نے اپنا اثر و رسوخ اس خطہ میں پیدا کرنا شروع کر دیا۔ بالخصوص پاکستان کا علاقہ اس کی ہوس پرستانہ سوچ کا ہمیشہ سے مطمح نظر رہا۔ یہی نہیں بلکہ اسلام کے نام پر پوری دنیا میں جتنے ملکوں کی بندر بانٹ کی گئی' اس کے پس پردہ عالمی سامراج کے مفادات کار فرما رہے۔ اور اب یہ ایسی ڈھکی چھپی حقیقت بھی نہیں رہی۔ ہندوستان میں تو پھر بھی کسی درجہ میں مستحکم قومی حکومتوں کا تسلسل رہا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے وہ خطہ جو خالصتاً" اسلام کے نام پر بنایا گیا تھا' یہاں کے حکمران طبقات اسلام کو پس پشت ڈال کر امریکہ بہادر کی غلامی اور اس نظام سرمایہ داری کو اپنے ملک میں مسلط کرنے میں فخر محسوس کرنے لگے۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ سرمایہ داری کی تمام لعنتیں انسانیت دشمنی پر مبنی ذاتی مفاد پرستی' منافقت' اور ظلم و استحصال کی تمام صورتیں اس ملک میں ایک وباء کی طرح پھوٹ پڑیں۔ بداخلاقی اور بے ہودگی کا ایک سیلاب امڈ پڑا' بالخصوص مارشل لائی ادوار میں صنعتی ترقی اور نفاذ اسلام کے نام نہاد نعروں کے پردہ میں یہاں کی انسانیت پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے اور بداخلاقی کا ایسا زور بندھا کہ اس نے عام آدمی کو ہی اپنی لپیٹ میں نہیں لیا' بلکہ مذہب کے نام پر کام کرنے والے بھی حب جاہ' حب مال' مفاد پرستی اور منافقت کے سیلاب میں بہہ گئے' یوں اس خطہ میں امریکی سامراج نے دین حق کی سچی تعلیمات پر عمل کرنے کے حوالے سے بڑی مشکلات پیدا کر دیں۔

ایسے مشکلات کے ماحول اور پیچیدہ دور میں جہاں دین اسلام کے تمام شعبوں پر مشتمل تعلیمات کے غلبہ کے لیے کام کرنا ضروری ہو گیا تھا' وہاں ایک اور مشکل بھی ہوئی کہ اس دور میں غلبہ دین کے نام پر ایسی "اسلامی" جماعتیں بھی سامراج نے پیدا کر دیں' جن کا اصل کام سرمایہ دار نظام کے تسلط کے لیے راہ ہموار کرنا تھا اور اسلام کو اپنے استحصال مفادات کے حصول کے لیے محض آلہ کار کے طور پر استعمال کرنا تھا' اور اسی کے ساتھ دین اسلام کا جو تاریخی تسلسل صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین سے چلا آرہا تھا' اس کا انہوں نے انکار کرنا شروع کر دیا' ایسی "اسلامی" جماعتوں کی پیدائش اگرچہ اس صدی کے

پچاس کے عشرے میں ہو چکی تھی اور اس دور میں سیاسی شعور رکھنے والے اکابرین حضرت اقدس شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنی' حضرت اقدس مولانا عبیداللہ سندھی' اور حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس اللہ اسرارہم نے اس کے مکرو فریب کا پول اچھی طرح کھول دیا تھا۔ لیکن پاکستان بننے کے بعد اس ملک میں "اسلام" کے نام پر کام کرنے والی منافق جماعتوں نے بڑا اودھم مچایا۔ ایسے میں ضرورت تھی کہ دین اسلام کی حقیقی سیاسی اور معاشی تعلیمات کو اجاگر کیا جائے اور عوام دوستی پر مبنی دین اسلام کی حقیقی تعلیمات کے نفاذ کی جدوجہد کی جائے۔

خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور کا جو مزاج گزشتہ مشائخ رائے پور کے حوالے سے ایک تسلسل کے ساتھ چلا آرہا تھا' اس میں دین اسلام کے تمام شعبوں شریعت' طریقت اور سیاست' میں تربیت' نگرانی اور سرپرستی فرمانا تھا۔ قطب الارشاد حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہ' نے بھی اپنے مشائخ کرام کے مزاج کے مطابق ان تینوں شعبوں میں بڑی جامعیت کے ساتھ تربیت فرمائی' انتہائی تدبر کے ساتھ نگرانی فرمائی اور پورے فہم و فراست کے ساتھ سرپرستی فرمائی۔ حقیقت یہ ہے کہ جو مزاج عالی خانوادۂ ولی اللہی اور ان کے سلسلہ عالیہ کے اگلے دور کے مشائخ "گنگوہ" اور "رائے پور" کا رہا ہے۔ اس کا پورا پورا عکس حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہ کی ذات قدسی صفات میں دیکھا جاسکتا ہے۔ آپ نے انتہائی مشکل' پیچیدہ اور منافقانہ ماحول میں اکابرین مشائخ کے مزاج عالی کو محفوظ رکھا ہے۔

حضرت اقدس رائے پوری ثالث کا سیاسی کردار

یہی وجہ ہے قطب الارشاد حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہ نے دین اسلام کے شعبہ سیاست کے حوالے سے علمائے اہل حق سے وابستہ افراد اور جماعتوں کی پوری پوری تربیت' نگرانی اور سرپرستی فرمائی۔ آپ کا چونکہ زیادہ قیام پاکستان میں رہا' چنانچہ یہاں کے معروضی تقاضوں کے

مطابق آپ نے اس شعبہ میں مشائخ رائے پور اور حضرت شیخ الہند قدس سرہ کے سیاسی مزاج کو برقرار رکھا اور اس کے مطابق فکر و عمل کو آگے بڑھانے کے لیے جدوجہد اور کاوش کی۔

چنانچہ جب ۱۹۷۰ء کی دہائی میں جمعیتہ العلماء ہند کے تربیت یافتگان حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، وغیرہ حضرات نے علماء اسلام کی ایک جماعت کی باگ دوڑ سنبھالی اور جمعیتہ العلماء ہند کے اسلوب پر اس جماعت نے عوام دوست پالیسی تشکیل دے کر کام کرنا شروع کیا، تو حضرت اقدس رائے پوری ثالث قدس سرہ، نے اپنے تمام احباب کو اس میں کام کرنے اور علماء حق کے مشن کو زندہ کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ آپ کے سب متعلقین نے ہر طرح سے اس جماعت کے لیے کام کیا۔ بالخصوص حضرت مولانا محمد اکرم صاحبؒ سابق ناظم عمومی مغربی پاکستان اور حضرت مولانا سید نیاز احمد شاہ صاحب گیلانی رحمتہ اللہ علیہ سابق ناظم عمومی پنجاب نے رات دن کام کرکے اس جماعت کو عوامی جماعت بنا دیا۔ اس جماعت نے پورے ملک میں کام کرکے امریکی سامراج کے سیاسی معاشی نظام کے خلاف شعور پیدا کیا اور دین اسلام کے حوالے سے یہاں کی سیاسی اور نیم مذہبی سیاسی جماعتوں نے جو منافقانہ طرز عمل اپنا رکھا تھا اس کے تار و پود بکھیر کر رکھ دیئے۔ حتیٰ کہ وہ نام نہاد "مسلم" اور "اسلامی" جماعتیں جو سامراج کے لیے کام کر رہی تھیں۔ پورے ملک میں منہ دکھانے کے قابل نہ رہیں۔

اسی طرح جب ۱۹۷۰ء کے الیکشن کے موقع پر اس جماعت نے سرگودھا میں حضرت اقدس رائے پوری اور دیگر علماء کرام کی موجودگی میں جو انقلابی منشور بنایا، وہ دین اسلام کی حقیقی تعلیمات پر مشتمل ہوتے ہوئے عوام دوست پالیسیوں کا مظہر تھا اور اس منشور کے آخر میں معاشی اصلاحات کے حوالے سے ضمیمہ جات مرتب کرکے لگائے گئے تھے، وہ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے اساتذہ کرام بالخصوص حضرت اقدس بنوری رحمۃ اللہ علیہ، مفتی اعظم مفتی ولی حسن ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب کرکے دئے، اس کے لیے خاص طور پر

حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہ نے حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو متوجہ فرمایا۔ راقم الحروف سے خود استاذ محترم حضرت مفتی ولی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس پورے پس منظر کا تذکرہ فرمایا تھا۔

چنانچہ علماء اسلام کی اس جماعت نے اس اصول پر سیاسی فکر و عمل کو آگے بڑھایا جو حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری نے ایک دفعہ اپنی مجلس میں ارشاد فرمایا تھا' آپ نے فرمایا:

"لوگوں کو مذہبی لڑائی لڑنے کے بجائے' اب زمیندار' کاشت کار' مزدور' سرمایہ دار وغیرہ سوالات پر لڑنا چاہیے اس سے مذہب کو بدنام کرنے کا قصہ تو ختم ہو جائے گا۔"

(۲)

اسی بنیاد پر اس جماعت نے ۷۰ء کا الیکشن سامراجی تسلط کے خلاف عوام دوستی کی اساس پر لڑا' اور ملک میں دوسری بڑی سیاسی جماعت کے طور پر ابھر کر سامنے آئی۔ اس طرح حضرت شیخ الہند' حضرت مدنی' حضرت سندھی' اور حضرات مشائخ رائے پور کے مشن پر کام کرنے کی وجہ سے جماعت کا مورال بلند ہوا' اس پورے دور میں حضرت اقدس رائے پوری ثالث قدس سرہ نے اس جماعت کی پوری پوری سرپرستی فرمائی' اس پورے عمل کا سب سے زیادہ فائدہ یہ ہوا کہ ان اکابرین تحریک ریشمی رومال اور جمعیتہ العلماء ہند کا سیاسی فکر و عمل جو اس ملک میں فتوؤں کی زد میں تھا' دوبارہ زندہ ہو گیا' بلکہ ایک اچھی طاقت بن کر سامنے آیا۔

ایسے میں بھلا سامراجی قوتیں کیسے آرام سے بیٹھ سکتی تھیں' ان کی سازشیں شروع ہو گئیں' اور ۷۴ء ۷۵ء میں اس جماعت کے چند لیڈروں نے ان نام نہاد "مسلم" اور "اسلامی" جماعتوں کے ساتھ اتحاد کر لیا' جو سامراجی مقاصد کو پورا کرنے کے لیے سرگرم عمل تھیں۔ اس طرح شیخ الہند قدس سرہ کے اس مشن کو سبوتاژ کرنے کی کوشش کی گئی جو بڑی محنت سے اس ملک میں بنایا گیا تھا۔ چنانچہ مخلص کارکن اور سچے علماء کرام ان حالات سے بڑے دل

گرفتہ ہو گئے اور انہوں نے علیحدگی اختیار کر لی۔

ان حالات میں ضروری تھا کہ شیخ الہند قدس سرہ کے مشن پر نوجوان علماء اور گریجویٹ حضرات میں تربیتی انداز میں سامراج کے خلاف شعور پیدا کیا جائے اور ہنگامہ خیز عملی سیاست کی نعرہ بازی سے الگ ہو کر بنیادی فکر و عمل کو سمجھنے کا شعور پیدا کیا جائے اور مفاد پرستی' اور لالچ و منافقت سے ہٹ کر خالص قومی جذبہ اور دینی فہم و بصیرت سے کام کیا جائے۔

چنانچہ حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ کے خلیفہ مجاز اور حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہ کے خلف اکبر و جانشین حضرت اقدس شاہ سعید احمد رائے پوری نے نوجوانوں میں اکابرین علمائے حق کا مشن اور جذبہ زندہ کرنے کے لیے کام شروع کیا ہوا تھا۔ آپ نے "جمعیتہ طلباء اسلام" کے نام سے ایک جماعت بنا کر کام کا آغاز فرمایا تھا۔ اس جماعت نے اگرچہ ابتدائی دور میں شیخ الہند قدس سرہ کے مشن پر کام کرنے کی وجہ سے جمعیتہ علماء اسلام کا بھی ساتھ دیا تھا۔ لیکن جب جمعیتہ نے یہ راستہ چھوڑ دیا' اور اس نظام سے مفادات حاصل کرنے شروع کر دئے' تو "جمعتیہ طلباء اسلام" کی قیادت نے اپنے آپ کو عملی سیاست سے الگ ہو کر کام کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہ نے جمعتیہ طلباء اسلام کے بانی صدر جناب محمد اسلوب قریشی اور جنرل سیکرٹری سید مطلوب علی زیدی کو کہروڑ پکا میں ایک مجلس میں بلا کر ارشاد فرمایا:

> "میں دیکھ رہا ہوں کہ شیخ الہند قدس سرہ کی روح اب اس جماعت کے طرف متوجہ نہیں رہی' بلکہ نوجوانوں کے کام کی طرف متوجہ ہو چکی ہے۔ جو لوگ مجھ سے تعلق رکھنا چاہتے ہیں۔ وہ حضرت شیخ الہند قدس سرہ کے مشن پر پورے خلوص دلجمعی اور اعتماد کے ساتھ کام کریں اور ہر اس جماعت سے اپنا تعلق ختم کر لیں جو شیخ الہند قدس سرہ کے مشن پر نہ ہو۔" (۳)

اس طرح آپ نے اپنے مشائخ کرام کے اصول پر صحیح سیاسی راہنمائی فرمائی' اور نوجوانوں کی بروقت سرپرستی فرما کر صحیح رخ پر کام کرنے میں لگا دیا۔

چنانچہ اس کے بعد اس جماعت کے نوجوان حضرت اقدس شاہ سعید احمد رائے پوری مدظلہ العالی کی راہنمائی' اور حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہ کی سرپرستی میں اس ہزارہ دوم کے مجددین اسلام امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ' حضرت الامام شاہ ولی اللہ دھلوی قدس سرہ اور آپ کے صاجزادگان قدس اللہ اسرارہم' حضرت سید احمد شہید اور حضرت شاہ اسماعیل شہید حضرت الامام شاہ محمد اسحاق دھلوی قدس اللہ اسرارھم اور ان کے جانشین مشائخ سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ اور حضرت نانوتوی' حضرت گنگوہی' حضرت شیخ الہند' حضرت مدنی' حضرت سندھی اور مشائخ رائے پور کے فکر و عمل کو پورے شعور کے ساتھ سمجھنے اور پورے خلوص کے ساتھ اس کے مطابق عمل کرنے میں لگ گئے اور نام آوری کی بجائے ان اکابرین کے مشن پر سامراج کے خلاف صحیح سیاسی شعور پیدا کرنے کے لیے سرگرم عمل ہوگئے۔ اور پھر جب طلباء کے ساتھ فارغ التحصیل علماء اور گریجویٹ حضرات بھی شیخ الہند قدس سرہ کے اس مشن میں شامل ہوگئے۔ تو اس جماعت کے نام میں وسعت آنا ضروری تھا۔ چنانچہ اکابرین کے فکر و عمل اور جہد و کردار کی شعوری محنت کے حوالے سے اس کا نام بھی "تنظیم فکرولی اللہی" رکھ دیا گیا۔ چنانچہ فروری ۱۹۸۷ء سے اس نام سے کام شروع ہوا۔ حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہ نے تادم حیات اس کی پوری پوری سرپرستی فرمائی۔

قطب الارشاد حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز قدس سرہ کے ہاں حکیم الامت حضرت اقدس شیخ الہند قدس سرہ کے سیاسی فکر و عمل' اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کے سیاسی جہد و کردار اور امام انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمہ اللہ کے سیاسی افکار و نظریات کی بڑی قدر تھی۔ چنانچہ جب بھی ایسے مواقع آئے کہ کچھ لوگوں نے ان حضرات کے

بارے میں غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی تو حضرت اقدس رائے پوری ثالث قدس سرہ نے ان حضرات کے خلوص، للہیت، اور بلند مرتبہ فکر و عمل کی پوری تائید فرمائی اور اس غلط فہمی کو دور کیا۔

ایک دفعہ جبکہ ایوب خان کے دور میں اس کے ایک نام نہاد اسلامی مشیر نے "ادارہ تحقیقات اسلامی" کے نام پر اسلام کے حقیقی چہرہ کو مسخ کرنے کی کوشش کی، اور انکار حدیث کے فتنہ کی سرکاری سرپرستی کی اور اپنے غلط افکار و خیالات کے لیے امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھی رحمتہ اللہ علیہ کے افکار کو توڑ مروڑ کر استعمال کرنے لگا، تو حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں میل پیدا ہوگیا۔ ایک دفعہ حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری کا بنوری ٹاؤن کراچی میں قیام تھا۔ ایک مجلس میں حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اپنے اس تاثر کا اظہار کیا۔ جو اس نام نہاد "اسلامی مشیر" کی تحریرات کی وجہ سے پیدا ہوا تھا۔ حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہ نے حضرت بنوریؒ کو مخاطب بنا کر فرمایا:

> "حضرت مولانا! حضرت مولانا سندھی رحمۃ اللہ علیہ ایسے نہیں تھے، جیسا کہ لوگ ان کے بارے میں تاثر دیتے ہیں، حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ بہت اونچی نسبت کے بزرگوں میں سے ہیں، ان کے بلند افکار و خیالات کسی کی سمجھ نہ آئیں، یہ اور بات ہے، لیکن حضرت سندھی، حضرت شیخ الہند کے ایسے اعتماد یافتہ بزرگ ہیں کہ جن کے بنیادی فکر و عمل میں آخر دم تک کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے۔"

حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہ کی گفتگو کا حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بڑا وزن تھا۔ اس لیے جیسے ہی حضرت رائے پوری ثالث سے آپ نے حضرت سندھی کے بارے میں یہ سنا تو فوراً اپنی بات سے رجوع فرمالیا۔

اس طرح حضرت اقدس مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آپ کا تعلق خاندانی سطح پر چلا آرہا تھا۔ جو بعد میں حضرت کے صاحبزادگان حضرت مولانا سید اسعد مدنی مدظلہ العالی اور حضرت مولانا ارشد مدنی مدظلہ العالی کے ساتھ انتہائی شفقت اور محبت کے ساتھ قائم رہا۔ یہ حضرات جب بھی پاکستان تشریف لاتے حضرت اقدس سے ملاقات کے لیے سرگودھا تشریف لایا کرتے' اور جب حضرت "رائے پور" تشریف لے جاتے' تو وہاں ملاقات ہوتی۔ اسی طرح حضرت اقدس مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے داماد حضرت مولانا رشید الدین صاحب مہتمم مدرسہ شاہی مراد آباد سے تعلق محبت بدستور قائم رہا اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی محترمہ چونکہ حضرت اقدس رائے پوری ثانی سے مرید ہیں۔ اس لیے وہی تعلق انہوں نے حضرت اقدس رائے پوری ثالث قدس سرہ سے بھی جاری رکھا۔

الغرض آپ کو حضرت شیخ الہند قدس سرہ کے سچے جانشین اور ان کے فکر و عمل کو محفوظ طور پر آگے منتقل کرنے والے ان حضرات ثلاثہ کے سیاسی فکر و عمل سے سچی محبت اور وابستگی تھی۔

قطب الارشاد حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہ کے بارے میں ایک حلقہ یہ تاثر دینے کی کوشش کرتا ہے کہ آپ اپنے شیخ و مرشد سے سیاسی اختلاف رکھتے تھے' یہ تاثر انتہائی غلط فہمی پر مبنی ہے اور حقیقی صورت حال کو نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ اپنے سیاسی فکر و عمل میں بھی اپنے مشائخ رائے پور کے نقش قدم پر عمل پیرا تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ خود حضرت اقدس رائے پوری ثالث قدس سرہ سے یہ سوال کیا گیا کہ آپ جمعیۃ العلماء ہند کے مقابلہ پر دوسرا سیاسی ذہن رکھتے تھے؟ تو آپ نے جواباً" فرمایا:

> "بالکل غلط' میں کبھی بھی ایسی کسی جماعت میں شامل نہیں ہوا' البتہ اپنے استاذ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی کی وجہ سے شروع میں مجھے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے موقف پر کچھ سوالات رہے ہیں' لیکن جب حضرت اقدس شاہ عبدالقادر

رائے پوری، حضرت مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ دہلوی اور
شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ سے گفتگو ہوئی، تو مجھے ان
حضرات کے موقف پر شرح صدر ہوگیا۔ اور پھر حضرت
اقدس رائے پوری ثانی قدس سرہ کی توجہات سے اس
موقف پر جماؤ ہوتا گیا اور دوسرے موقف کی کمزوری ظاہر
ہوتی گئی۔"

اور پھر حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ کے بعد آپ نے اپنا سیاسی وزن جس پلڑے میں ڈالا، اور حضرت شیخ الہند قدس سرہ کے سیاسی موقف کو روبعمل لانے کے لیے آپ جدوجہد کرتے رہے، اس کی بنیاد پر یہ تاثر ہی سرے سے غلط اور بے بنیاد ہے۔ چنانچہ حقیقت واقعہ یہ ہے کہ آپ نے اپنے شیخ اور مرشد سے سیاسی اختلاف نہیں کیا۔ بلکہ مکمل موافقت بلکہ متابعت فرمائی ہے۔ اس سلسلے میں آپ کا طرز عمل اور طریقہ کار وہی رہا، جو پہلے دونوں مشائخ رائے پور کا رہا ہے۔

حضرت شیخ الہند قدس سرہ کے فکر و عمل کی حفاظت اور اسے آگے بڑھانے کے لئے اس کی سرپرستی کے ساتھ ساتھ، آپ نے اس خطہ میں انگریز کے خود کاشتہ پودے "قادیانیت" کے خلاف چلائی جانے والی تحریک ختم نبوت ۷۴ء کی سرپرستی فرمائی، چنانچہ جیسے حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ نے اپنے دور میں قادیانیت کے خلاف مجلس احرار اسلام کی کوشش کی تائید و تصویب اور سرپرستی فرمائی تھی، اسی طرح ۷۴ء میں وہ تحریک جس کی قیادت حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کر رہے تھے، اس میں آپ نے اس پورے عمل کی نگرانی، راہنمائی اور سرپرستی فرمائی اور خصوصی دعائیں اور توجہات فرمائیں۔

چنانچہ حضرت اقدس مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کے دست راست اور حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار تحریر فرماتے ہیں:

"قادیانیوں کے خلاف جب تحریک چلی تو ہمارے شیخ حضرت مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ (جو مجلس عمل تحریک ختم نبوت کے صدر تھے)' نے باوجود ضعف و کمزوری اور مختلف امراض و عوارض کے' اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے بھرپور طریقے سے قائدانہ قدم اٹھایا' اور نہ رات دیکھی نہ دن' نہ صبح دیکھی نہ شام' نہ بر دیکھا نہ بحر' نہ موجیں دیکھیں نہ ژالہ باری' نہ حکومت سے گھبرائے نہ دشمن کے عزائم سے' مرد میدان کی طرح نہایت پامردی' عزم و استقلال اور قوت ایمانی سے آگے بڑھتے اور دلوں کو گرماتے گئے' اور جب سرگودھا پہنچے تو حضرت اقدس شاہ (عبدالعزیز رائے پوری) صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں قیام فرمایا۔ ان سے دعائیں لیں' مشورے کئے' اور اللہ جل شانہ' کی ذات پر کامل یقین رکھتے ہوئے آگے بڑھے اور ایک موقع پر اس وقت کے وزیراعظم کو بڑے جرات مندانہ انداز میں فرمایا: "بھٹو صاحب! اگر فیصلہ کرنا ہے' تو کر دیں ڈرتے کیا ہیں۔؟ آج تخت پر ہیں کل تختہ پر ہوں گے۔" یہ سن کر وزیراعظم پر سکتہ اور ان کے ایوان میں لرزہ طاری ہوگیا' اس لیے کہ اس تمکنت' دبدبہ اور جوش ایمانی کے ساتھ ان سے شاید ہی کسی نے بات کی ہوگی' ان کے شیخ حضرت مولانا علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے جس فتنہ کی سرکوئی کے لیے ابتدائی قدم اٹھایا تھا' اور جس کے لیے حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہ اور حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمھم اللہ نے رو رو کر دعائیں کی تھیں' آج ان کے شاگرد رشید اس کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک رہے تھے' اور ان حضرات رائے پور کے نواسے اور جانشین دعاؤں اور دواؤں دونوں کے ساتھ بھرپور مدد کر رہے تھے' بالآخر اللہ جل شانہ نے اس فتنہ کی سرکوبی انہی حضرات کے ہاتھوں کرا دی' فجزاہم اللّٰہ تعالیٰ خیر الجزا۔" (۴)

چنانچہ حضرت اقدس رائے پوری نے اپنے تمام احباب اور اپنے سے تعلق رکھنے والی تمام جماعتوں کو حکم دیا کہ بھرپور طریقہ سے اس تحریک میں کام کیا جائے' یہی وجہ ہے کہ اس تحریک میں جہاں دیگر جماعتوں نے کردار ادا کیا' وہاں "جمعیۃ طلباء اسلام" کے نوجوانوں کی قیادت اور سرگرم کارکنوں نے اس

تحریک میں بڑا جاندار اور بھرپور کردار کیا' بلکہ انہی نوجوانوں کی وجہ سے اس تحریک میں جان پڑی اور بالاخر پاکستان کی قومی اسمبلی میں بھٹو حکومت اور اپوزیشن کے قائدین نے مل کر متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ کرایا' یہ تاریخی فیصلہ دراصل مخلص قیادت کی جدوجہد' نوجوانوں کی زور دار تحریک اور حضرت اقدس رائے پوری ثالث ایسے بزرگان دین کی دعاؤں اور قلبی توجہات کا نتیجہ تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ نے اپنے مشائخ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے' اس خطہ میں عالمی سامراج کے سرمایہ پرستانہ مقاصد کے خلاف اس سیاسی فکر و عمل؛ تحریکی مزاج اور شعوری جدوجہد کی نگرانی' اور سرپرستی فرمائی' جو خانوادہ ولی اللہی کے خصوصیت ہے۔ اور جسے ان کے جانشین حضرات نے ہر اگلے دور میں آگے بڑھایا۔ آپ نے اپنے سے متعلق کام کرنے والے حضرات کو اس لائن سے نہیں ہٹنے دیا' جو مشائخ متقدمین طے کرگئے تھے اور آپ سے سچا اور مخلصانہ تعلق رکھنے والے حضرات نے اسی لائن پر کام کیا۔ خواہ کتنی ہی مشکلات کیوں نہ آئیں۔

مدارس و مراکز علمیہ کی سرپرستی

قطب الارشاد حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہ العزیز نے دین اسلام کے شعبہ سیاست میں کام کرنے والوں کی سرپرستی کے ساتھ' شریعت کی حفاظت کے لیے جو دینی تعلیم و تعلم کے مراکز اور مدارس دینیہ مخلصانہ طور پر کام کررہے ہیں۔ ان کی بھی سرپرستی فرمائی۔ چنانچہ وہ مراکز دینیہ جو اکابرین نے قائم کئے اور اب بھی صحیح معنوں میں کام کر رہے تھے' آپ ان کے سرپرست رہے ہیں۔ لیکن نئے مدارس کے قیام میں آپ کی جانب سے اس بات کی تنبیہہ کی جاتی رہی کہ چندہ کے سلسلہ میں آج کل جو بے احتیاطی کی جاتی ہے یا کام کرنے والے بجائے اخلاص سے کام کرنے کے' اس کو کاروبار کا ذریعہ بنالیتے ہیں۔ آپ اپنے لوگوں کے بارے میں بڑی سختی

فرماتے تھے' آپ کے حلقہ مریدین میں اول تو اس طرح کی صورت ہوئی نہیں۔ لیکن چندہ کے معاملہ میں اگر کہیں بھی بے احتیاطی کی جاتی تو آپ بڑی سخت تنبیہہ فرماتے تھے' اور اپنا تعلق منقطع کر لیتے تھے۔ بس مخلص احباب کے قائم کردہ مدارس اور دینی کام کرنے والے قدیم اداروں کی سرپرستی فرماتے تھے۔

چنانچہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کے حضرات سرپرستان میں ۱۹۴۰ء میں آپ کا تقرر ہوا تھا۔ اور باقاعدہ طور پر 1947ء تک مظاہر علوم سہارنپور کے سرپرست کی حیثیت سے آپ نے کام کیا۔ اس دوران بحیثیت سرپرست آپ نے شعبہ مالیات اور دیگر امور میں نگرانی کے فرائض سرانجام دیئے۔ اس کی کچھ تفصیل "تاریخ مظاہر" میں موجود ہے۔ ۱۹۴۷ء میں پاکستان آنے کے بعد اگرچہ باقاعدہ طور پر آپ سرپرست نہ رہے۔ لیکن آپ کی قلبی توجہات اور مفید مشاورت کا سلسلہ اسی مرکز علمی کی طرف رہا۔

چنانچہ خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے مسند نشین ہونے کے بعد جتنے اسفار آپ کے ہندوستان میں ہوئے' اس میں مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور اور دارالعلوم دیوبند کے ذمہ داران "رائے پور" تشریف لاتے رہے' اور ان مراکز دینیہ کی صورت حال پر اگر ضروری ہوا تو مشاورت کا عمل پورا ہوتا رہا۔ بالخصوص حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند ہر سفر میں رائے پور تشریف لاتے' اور کبھی آپ دیوبند تشریف لیجا کر حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات فرماتے' اور چند ضروری امور پر مشاورت کے سلسلہ میں ان دونوں حضرات کی مراسلت بھی ہوئی' جو محفوظ ہے۔

اسی طرح پاکستان میں علمی اور دینی کام کے مراکز اور مدارس و جامعات دینیہ کی بھی آپ نے سرپرستی فرمائی۔ بالخصوص جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے بانی حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق آپ کے ساتھ بہت زیادہ تھا' آپ نے کئی کئی ماہ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے اصرار پر جامعہ میں قیام فرمایا۔ اس دوران جامعہ کے تقریباً تمام اساتذہ کرام حضرت مفتی اعظم مفتی ولی حسن ٹونکیؒ' حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ' صدر وفاق

المدارس العربیہ پاکستان' حضرت مولانا مصباح اللہ شاہ صاحبؒ' حضرت مولانا بدیع الزمان صاحب مدظلہ العالی' حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد حبیب اللہ مختار' حضرت مفتی عبدالسلام صاحب چاٹگامی وغیرہ حضرات نے اپنا تعلق بیعت و ارادت آپ سے قائم کیا۔ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے بعد حضرت مولانا حبیب اللہ مختار تک سب حضرات آپ سے جامعہ علوم اسلامیہ کے بارے میں مشاورت فرماتے رہے اور آپ کی قلبی توجہات جامعہ علوم اسلامیہ کی طرف رہی۔ حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کے نزدیک حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلوص کی بڑی قدر تھی اور جو اساتذہ کرام اس زمانہ میں جامعہ میں جمع تھے یہ وہ انتہائی مخلص حضرات تھے' جنہوں نے انتہائی قربانی دے کر جامعہ کے تعلیم و تعلم کے ماحول کو قائم رکھا تھا۔ اور پھر چندہ کے بارے میں حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے جو سنہرے اصول قائم کئے اور ان پر آپ نے زندگی بھر عمل کیا اس کے اثرات اساتذہ کرام اور طلباء کی زندگی پر بہت اچھے رہے۔ حضرت اقدس رائے پوری کے ہاں حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلوص' سادگی اور چندہ کے بارے میں صحیح اصولوں پر عمل کرنے کی بڑی قدر تھی۔

اسی لیے جب بھی حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے اساتذہ کرام اور طلباء کی تربیت و ہدایت کے لیے حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ سے جامعہ میں قیام کی درخواست کی تو آپ نے فوراً قبول فرمائی۔ اور کئی کئی ماہ تک جامعة علوم اسلامیہ میں قیام فرمایا۔ جس سے اساتذہ اور طلباء مستفید ہوئے' حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ کا جامعہ میں قیام بڑا ہی عجیب سماں پیدا کر دیتا تھا۔ حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہید رحمتہ اللہ علیہ سابق رئیس جامعہ علوم اسلامیہ نے بڑے دلکش انداز میں جامعہ میں حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ کے قیام کی منظر کشی کی ہے۔

(حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر)

"جب ہمارے شیخ (حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ)
یہاں (جامعہ) میں تشریف لائے' تو حضرت مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ

کی خوشی کی انتہاء نہ رہی' چہرہ چودھویں رات کے چاند کی مانند ایسا چمک رہا تھا کہ دل چاہتا تھا کہ پیشانی چوم لوں' وہ خوشی' وہ سرور وہ کیف آج بھی آنکھوں کے سامنے ہے' حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سارے پروگرام حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہ کی خاطر ملتوی کر دیئے۔ صبح کا ناشتہ ہو یا دوپہر کا کھانا۔ عصر کی چائے ہو یا مجلس' رات کا کھانا ہو یا آرام' ہر وقت حضرت اقدس رائے پوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ساتھ (رہتے تھے) حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ بار بار حضرت مولانا بنوریؒ سے فرماتے کہ آپ آرام فرمائیں' آپ کی مشغویت ہے' لیکن بھلا کوئی حقیقت سے آشنا اور حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ کے مرتبہ کو پہنچاننے والا ان کی رفاقت' صحبت اور معیت سے کیسے دور رہ سکتا تھا۔ بہرحال وہ مجلسین' وہ صبح و شام' وہ ذکر و اذکار کی محفلیں' وہ عصر کے بعد کی مجالس' نہ جامعہ علوم اسلامیہ کے در و دیوار نے پہلے کبھی دیکھی تھیں۔ اور نہ شاید دیکھیں گی۔" (۵)

الغرض حضرت اقدس رائے پوری ثالث قدس سرہ کی قلبی توجہات' دعاؤں اور سرپرستی' اور حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلوص و سادگی اور حضرات اساتذہ کرام کی اخلاص بھری قربانی نے جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کو اس دور میں پاکستان بھر کے مدارس اور جامعات میں بڑی منفرد اور ممتاز حیثیت عطا کر دی تھی۔

اسی طرح لاہور میں جامعہ مدنیہ کے مہتمم و بانی حضرت مولانا حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت اقدس رائے پوری ثالث قدس سرہ سے بڑا تعلق رہا اور جامعہ کے ابتدائی قیام میں خانقاہ رائے پور سے وابستہ حضرات کا بڑا تعاون رہا۔ حضرت اقدس رائے پوری ثالث سے حضرت مولانا حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی

اس سلسلہ میں خط و کتابت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس رائے پوری کے ساتھ ہر اہم معاملہ میں مشاورت ہوتی رہی ہے۔

اسی طرح ہارون آباد ضلع بہاول نگر میں حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ نے یکم مئی ۷۰ء کو ایک مدرسہ تعلیم القرآن کا افتتاح فرمایا اور پھر آخر تک اس مدرسہ کی خصوصی سرپرستی فرماتے رہے اس طرح یہ ادارہ ہر طرح کے شرور و فتن سے محفوظ رہا۔

یہی ادارے نہیں بلکہ ہندوستان و پاکستان میں جو ادارے اخلاص' للّٰہیت اور اکابرین کے اسوۂ حسنہ پر قائم رہتے ہوئے کام کرتے رہے' حضرت اقدس رائے پوری کی ان پر خاص توجہ رہی۔ لیکن جب ۸۰ء کی دہائی کے آخر اور ۹۰ء کی پوری دہائی میں پاکستان میں خاص طور پر اہل مدارس نے حکومت سے زکوۃ کے نام سے امداد لینا شروع کر دیا۔ اور ارباب مدارس نے سادگی' اخلاص اور اکابرین کے قائم کردہ اصول مدارس کو ترک کرکے' بلند و بالا عمارات بنانی شروع کر دیں اور سہولت پسندی بلکہ تعیش نے راہ پکڑ لی۔ اور اکابر دارالعلوم حضرت نانوتوی کے بنائے ہوئے آٹھ اصولوں کو پس پشت ڈال دیا گیا۔ تو آپ نے عمومی طور پر مدارس کی سرپرستی سے انکار کر دیا۔ بس انفرادی طور پر جو مخلص حضرات واقعی بات ماننے کی نیت سے اور تربیت و اصلاح کے لیے تشریف لاتے' ان سے آپ کا تعلق آخر دم تک رہا۔ ورنہ حب جاہ اور حب مال کی فراوانی نے دینی تعلیم و تعلم کے مخلصانہ کام کو پیشہ ورانہ حیثیت دے دی' اور اس سے اہل علم حضرات کا وقار ختم ہو کر رہ گیا۔ اللہ اس فتنہ مستطیرہ سے عافیت میں رکھے اور اہل حق کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آپ کا سلوک و احسان

خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے تیسرے مسند نشین حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہ نے اپنے مشائخ کے قدم بقدم جہاں دین اسلام کے شعبہ سیاست اور شریعت میں انتہائی تدبر اور دینی فراست کے ساتھ تربیت' نگرانی اور سرپرستی فرمائی ہے۔ وہاں شعبہ طریقت و سلوک و احسان میں بھی ایک اعلیٰ نمونہ پیش کیا ہے۔ بلاشبہ آپ بھی اس حوالے سے قطبیت کے مقام پر فائز تھے' ضبط و کتمان نے اگرچہ آپ کے باطنی کمالات کو ظاہر نہ ہونے دیا' لیکن آپ کی آغوش تربیت میں جن حضرات نے پرورش پائی ہے۔ کچھ انہی کا دل کسی درجہ میں آپ کے بلند مرتبہ کا اندازہ لگا سکا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جن حضرات نے مخلصانہ طور پر اپنے آپ کو آپ کے سپرد کر دیا' آپ نے انہیں ایسے پوشیدہ راستہ سے منزل مقصود پر پہنچایا کہ انہیں پتہ بھی نہ چلا' اور وہ منزل پر بھی پہنچ گئے۔ بلاشبہ آپ نے نقشبندی بزرگوں کے اعلیٰ معیار کو بڑے خوبصورت اسلوب میں ایک نیا رخ دیا ہے۔ وہ حضرات جنہوں نے آپ کی صحبت کا ذائقہ چکھا ہے' وہ اس کی شیرینی اور مٹھاس کی لذت اور ٹھنڈک کو آج بھی محسوس کرتے ہیں۔

یوں تو آپ کی مجلس سے فیض یاب اور آپ کی زیارت سے برکات حاصل کرنے والے ہزاروں لاکھوں انسان ہوں گے' جنہیں آپ کے پروقار اور خوبصورت چہرہ کی نورانیت اور اثر آفرینی آج تک نہیں بھول رہی۔ لیکن بہت تعداد میں ' ے حضرات ہیں جو آپ کے قلب ذکیہ اور انفاس طیبہ سے گرمی پا کر باطنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوئے--- اور سیدھی راہ پر گامزن ہوئے۔ آپ کی باطنی توانائی نے سچے طالبین کے قلوب کے جھاڑ جھنکار کو صاف کر کے محبت الٰہی اور عشق خداوندی کا ایسا نشہ پلایا' جس کی لذت وہ ہمیشہ اپنے دلوں کے نہاں خانوں میں محسوس کرتے رہیں گے۔

آپ کی قلبی نورانیت اور صفائے باطن نے بڑے بڑے حضرات کے

قلوب پر ایسے گہرے نقوش چھوڑے کہ ان کی زندگی کا رخ بدل گیا۔ اور انہیں آپ کے چہرۂ انور اور باطنی نورانیت میں ایسی جاذبیت اور کشش محسوس ہوئی کہ جو ختم ہونے میں نہ آتی تھی۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمتہ اللہ علیہ جو خود صاحب نسبت و اخلاص لوگوں میں سے تھے' آپ کا یہ جملہ ہم نے اپنے بیشتر اساتذہ کرام کی زبان سے سنا کہ آپ حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری کے بارے میں فرمایا کرتے تھے۔

"میں نے اپنی زندگی میں اتنا قوی التاثیر اور اتنا تیز نظر بزرگ نہیں دیکھا۔" (٦)

حضرت بنوری رحمتہ اللہ نے اپنے اس قلبی تاثر کی وجہ سے اپنے تمام متعلقین و احباب کو حضرت اقدس رائے پوری سے بیعت کرایا۔ بالخصوص اپنے محبوب ترین' قابل ترین' بااعتماد شاگرد اور داماد حضرت مولانا حبیب اللہ مختار شہید رحمتہ اللہ کو تربیت باطنی کے لئے حضرت اقدس رائے پوری کے سپرد فرمایا۔ اور مولانا شہیدؒ سے فرمایا کہ حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ سے بیعت ہو جائیں کہ میں نے آج تک اتنا قوی التاثیر بزرگ نہیں دیکھا۔ ایک طرف حضرت بنوری رحمتہ اللہ کا مشورہ تھا اور دوسری طرف حالت یہ تھی کہ مولانا شہید کا بیان ہے کہ "میں نے جس روز حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہ کو دیکھا تھا' اسی دن ان کا غلام بے دام ہو گیا تھا" چنانچہ حضرت بنوریؒ کے مشورہ اور اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر مولانا شہید رحمہ اللہ حضرت اقدس رائے پوری رحمہ اللہ سے بیعت ہو گئے' اس پر حضرت بنوریؒ کے تاثرات بیان کرتے ہوئے۔ مولانا شہیدؒ فرماتے ہیں کہ

"حضرت مولانا بنوری رحمہ اللہ کو جب میرے بیعت ہونے کا علم ہوا تو بڑے خوش ہوئے.... میں نے اپنی زندگی میں حضرت مولانا بنوری رحمہ اللہ کو جتنا حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہ سے متاثر دیکھا' اتنا کسی سے متاثر نہیں دیکھا' جس قدر ان کی مدح سرائی اور تکریم کرتے

تھے' اس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے تھے' خود صاحب بصیرت تھے' اور اصحاب بصیرت کی قدر کرنا وہی جانتے تھے"(۷)

حضرت مولانا شہید رحمہ اللہ حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ سے بیعت ہونے کے بعد آپ کی محبت اور تربیت کے انداز کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"واقعی ایسے قوی التاثیر اور اونچے بزرگ تھے کہ انہوں نے مقناطیس کی طرح اپنی طرف جذب کر لیا' ان کی محبت بھی نرالی تھی' ان کا انداز بھی پیارا تھا' ان کی خاموشی بھی وعظ و نصیحت سے زیادہ اثر انگیز اور ان کی توجہ بھی بڑی پر اثر' پر کیف اور تیز تر تھی"(۸)

چنانچہ حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ جب بھی کراچی تشریف لے جاتے اور جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن میں قیام ہوتا' تو جامعہ کا ماحول ایک خانقاہ کی طرح دکھائی دیتا' اور کیوں نہ ہو' جہاں شیخ رائے پور موجود ہیں' وہی خانقاہ ہے۔ چنانچہ جامعہ علوم اسلامیہ میں آپ کے ایک ایسے ہی قیام کے بارے میں حضرت مولانا شہید بتاتے ہیں۔

"ہمارے شیخ رحمتہ اللہ کراچی تشریف لائے اور جامعہ میں ہی قیام فرمایا' ذکر و اذکار کی ایسی بہار آئی کہ جو ناقابل بیان ہے' وہ انوارات کی بارش' وہ تجلیات کی ضیاء پاشیاں' وہ اللہ والوں کی نشست و برخاست' وہ صالحین و اولیاء کا صبح و شام یکجا ہونا اور علماء و مشائخ کا دو زانو بیٹھنا اور خاموش مجلس سے مالا مال ہو کر اٹھنا' آج بھی آنکھوں کے سامنے ہے"(۹)

چنانچہ حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ نے حضرت مولانا شہید رحمہ اللہ کی سچی طلب اور تڑپ دیکھ ایسی تربیت فرمائی' کہ ان کے علم و عمل

میں نکھار پیدا کر دیا اور عبودیت اور للہیت کے اونچے مقام پر پہنچا دیا۔ چنانچہ حضرت مولانا شہید کا بیان ہے۔

> "ان حضرات نے میرے رگ و پے میں وہ علم و عمل اور للہیت بھر دی، جس نے مجھے سچے علم و عمل کی راہ سجھائی، عبودیت کی حقیقت آشکارا کی، اور عبداللہ بننے کا ایسا سبق دیا کہ جس نے میرا سب کچھ بدل کے رکھ دیا، اللہ تعالیٰ رحمت برسائے ان روحوں پر جو واقعی انبیاء کرام علیہم السلام کے سچے وارث، علوم نبوت کے حقیقی حامل اور شریعت مطہرہ کے عامل تھے، جن کو دیکھ کر خدا یاد آیا کرتا، جن کی باتیں دل پر اثر کرتیں، جن کی نظر مردوں کو مسیحا بنایا کرتی تھی۔" (۱۰)

حضرت مولانا حبیب اللہ مختار شہید اکیلے وہ فرد نہیں جو قطب الارشاد و حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہ کی توجہات باطنی اور قوت جذب و نظر کی تاثیر سے گھائل ہوئے ہوں، بلکہ ہندوستان و پاکستان کے بہت سے محقق علماء کرام، سچی طلب رکھنے والے تشنگان ہدایت آپ کی قوت جاذبہ حق سے پھوٹنے والے فیضان قلبی کے انوارات سے اپنی اپنی استطاعت اور ظرف کے مطابق فیضیاب ہونے والے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ نے اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مجددانہ شان کے ساتھ اپنے قلب کی گرمی اور حرارت سے بہت سے قلوب میں محبت الٰہی کی جوت جگائی، اور عظمت دین اور غلبہ اسلام کا وہ جذبہ اسلاف پیدا کیا، جو قدیم زمانہ سے نبوی وراثت کے طور پر سلسلہ بہ سلسلہ چلا آ رہا ہے۔ اور اس سلسلہ میں آپ نے قلوب کی تربیت کرنے کے لیے نئی نرسری لگائی۔ اور اگلی پود پر محبت الٰہی کی قلم چڑھائی اور اسے نشہ اطاعت و عبادت میں مخمور کر دیا اور شریعت و سیاست دینی میں باشعور کر دیا۔

سن پچاس کے عشرہ میں سرمایہ پرستی کے عالمی نظام نے اپنے استحصالی

کردار کے لیے اسلام کے نام پر جو منافق' مفاد پرست اور گمراہ جماعتیں پیدا کی تھیں۔ ۸۰ء اور ۹۰ء کی دھائی میں ان کی بداخلاقیاں پورے معاشرے میں سرایت کر گئیں۔ حتیٰ کہ مذہب کے نام پر کام کرنے والے افراد بھی شعوری یا لاشعوری طور پر انہی بداخلاقیوں کا شکار ہو گئے' جو سرمایہ پرست طاقتیں چاہتی تھیں۔ چنانچہ حضرت اقدس رائے پوری ثالث رحمتہ اللہ کے دور میں جب پرانا مذہبی طبقہ اسلام کے خوشنما نعروں سے متاثر ہو کر حب جاہ اور حب مال میں مبتلا ہو گیا' تو آپ نے انتہائی جدوجہد اور کاوش سے نوجوان نسل کے قلوب میں محبت الٰہی کا جذبہ پیدا کرنے اور شعور دینی کی تربیت دینے کا کٹھن کام کیا گیا۔ آپ کی قلبی توجہات اور باطنی کشش نے اکابرین کے مشن کو علی منہاج النبوۃ باقی رکھنے کی کاوش کی۔ گویا قلوب کی تربیت سے آپ نے ایک ایسی عمدہ نرسری لگائی' جو آئندہ چل کر پھلدار درخت بن کر امت کے لیے سایہ رحمت بننے کی صلاحیت کی حامل ہو۔

اس طرح آپ نے سلوک و احسان اللہ اور راہ طریقت کا وہ اونچا اسلوب برقرار رکھا' جس سے دین اسلام کے بنیادی فکر و عمل کو غالب کرنے کے لیے نوجوان نسل پر مشتمل نیا خون ——— مہیا ہو جاتا ہے۔ یوں نئی نسل کے قلوب میں دین اسلام کی سچی تعلیمات کے رسوخ کی راہ ہموار ہوئی۔ اس طرح آپ کے جذبہ "احسان" نے ہزاروں نوجوانوں کو حقیقی منزل عرفان و احسان پر پہنچا دیا۔

دین اسلام کے ان تینوں شعبوں میں کام کرنے کے لیے آپ نے پاکستان کے مختلف شہروں اور صوبوں کے طویل اسفار کیے۔ قریباً ہر شہر میں آپ کی ذات سے فیض حاصل کرنے والے آ موجود ہوتے' بلکہ آپ کے سفر کے منتظر رہتے تھے' جب بھی آپ کی صحبت سے استفادہ کا موقع ملتا' اس سے مستفید ہوتے' اس طرح پورے پاکستان میں آپ کا فیض جاری رہا۔

پاکستان کے علاوہ آپ ہندوستان میں بھی اپنے متوسلین اور متعلقین کی تربیت کے لیے سفر فرماتے رہے۔ چنانچہ ۱۹۷۰ء سے قبل ہر دوسرے تیسرے

سال آپ کا ہندوستان سفر ہوتا رہا۔ اور رائے پور میں قیام رہتا تھا۔ اس کے علاوہ دیوبند' سہارنپور' دہلی' مراد آباد اور سنبھل وغیرہ شہروں میں بھی سفر رہا کرتے' ۱۹۷۰ء کے بعد ویزہ وغیرہ کی پابندیوں کی وجہ سے کافی عرصہ تک آپ کا ہندوستان سفر نہ ہو سکا۔ اپنی زندگی کے آخری پانچ چھ سالوں میں آپ کو جیسے ہی ویزہ ملا' یکے بعد دیگرے تقریباً ہر سال سفر ہوتا رہا۔ ۱۹۸۸ء میں رائے پور میں طویل قیام ہوا' اس قیام میں ہزاروں لوگ آپ کے فیضان سے مستفید ہوئے۔

رائے پور میں بڑا عجب سماں ہوتا تھا۔ روزانہ ہزاروں لوگ آپ کی زیارت کے لیے تشریف لاتے اور آپ کے فیض سے مالا مال ہوتے تھے۔ انسانیت دوستی کا سبق حاصل کرتے تھے۔ عوام تو بڑی کثرت سے آتے ہی تھے۔ تمام مراکز دینیہ اور مسلم قومی راہنما بھی ملاقات و زیارت کے لیے تشریف لاتے رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا اسعد مدنی مدظلہ العالی جمعیت العلماء ہند' حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند' حضرت مفتی مظفر حسین صاحب ناظم اعلیٰ مدرسہ مظاہر الاسلام سہارنپور' حضرت مولانا رشید الدین صاحب مہتمم مدرسہ شاہی مراد آباد' حضرت مولانا طلحہ صاحب صاحبزادہ و جانشین حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب' حضرت مولانا مفتی عبدالسلام صاحب شیخ الحدیث مدرسہ شاہی مراد آباد' حضرت مولانا انعام الحسن صاحب امیر تبلیغی جماعت مرکز نظام الدین دہلی' وغیرہ حضرات وقتاً" فوقتاً" حضرت اقدس رائے پوری ثالث سے ملاقات اور زیارت کے لیے تشریف لاتے رہے ہیں۔

بالخصوص حضرت مولانا عبیداللہ صاحب اور حضرت مولانا سعید احمد خاں صاحب مرکز نظام الدین دہلی سے حضرت مولانا بشیر احمد صاحب قصبہ نوح میوات' اور مولانا محمد الیاس صاحب میواتی' حضرت مفتی عبدالسلام مراد آبادی بڑی محبت اور جذبہ سے رائے پور میں قیام کے لیے تشریف لاتے رہے۔ حضرت مولانا سعید خاں صاحب نے رائے پور میں لوگوں کے کثرت ہجوم کو دیکھ

کر فرمایا۔

"معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں نے منادی کر دی ہے کہ اللہ کا ایک نیک بندہ یہاں آیا ہوا ہے' اسی لیے یہ مخلوق خدا بڑے جذبہ اور شوق سے یہاں آ رہی ہے' ہم تو تاریخیں رکھ کر پانچ پانچ چھ چھ ماہ اجتماع کی تیاریاں کرتے ہیں اور پھر بھی اتنا بڑا مجمع نہیں ہوتا اور حضرت اقدس بیماری کی وجہ سے نہ چلتے پھرتے ہیں اور نہ آجاسکتے ہیں' پھر بھی لوگوں کا اس قدر مجمع جمع ہو جاتا ہے! یہ اللہ کی طرف سے ہی ہے" (۱۱)

اسی طرح میرٹھ سے حضرت مولانا مسعود الٰہی صاحب خلف الرشید حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی صاحب بھی کئی بار رائے پور تشریف لائے۔ ان آخری سالوں میں ہندوستان میں آپ سے لاتعداد حضرات مستفید ہوئے اور عمومی طور پر لوگوں کے قلوب میں آپ کی زیارت سے خدا کی یاد پیدا ہوئی اور انسانیت دوستی کا جذبہ ابھرا۔

الغرض قطب الارشاد حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہ نے تقریباً تیس سال تک خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور کی مسند کو رونق بخشی' اور آپ کے فیض سے ایک عالم مستفید ہوا۔ دین اسلام کے تمام شعبوں میں آپ کا فیض جاری رہا۔ اور بالآخر ۳ جون ۱۹۹۲ء بمطابق ۲ ذوالحجہ ۱۴۱۲ھ کو آپ نے اس دار فانی سے انتقال فرمایا۔ اور رائے پور میں اپنے نانا قطب عالم حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہ کے برابر میں آپ دفن ہوئے۔ رحمہ اللہ رحمتہ واسعتہ۔

خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے موجودہ مسند نشین حضرت اقدس شاہ سعید احمد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ

قطب الارشاد حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہ کی

ذات قدسی صفات سے فیض اخذ کرنے والے یوں تو بہت سے حضرات ہیں بالخصوص حضرت مولانا حبیب اللہ مختار شہید رحمہ اللہ اور حضرت مولانا محمد حسن صاحب شہید رحمہ اللہ آپ کے مجاز تھے۔ لیکن وہ شخصیت جنہوں نے اپنے بچپن سے لیکر آج تک تقریباً ۷۰ سال خانقاہ عالیہ رحیمیہ کے مشائخ کی صحبت میں بسر کئے۔ اور ان سے فیض حاصل کیا۔ حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ کی ہے۔

آپ حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہ کے بڑے صاحبزادے اور خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے موجودہ مسند نشین ہیں۔ آپ ۱۹۲۸ء میں پیدا ہوئے' اور پانچ سال کی عمر سے خانقاہ عالیہ رحیمیہ "رائے پور" میں قطب الارشاد حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ کی خدمت عالیہ میں مستقل طورپر قیام فرما ہو گئے۔ اور تقریباً تیس سال آپ نے حضرت اقدس رائے پوری ثانی کی صحبت اختیار کی اور پوری دل جمعی اور جانفشانی سے خدمت کی' آپ کی پوری تعلیم و تربیت حضرت اقدس رائے پوری ثانی کی نگرانی میں رائے پور میں ہوئی' آخری دو سال مدرسہ مظاہر العلوم میں تعلیم حاصل کر کے ۱۳۶۸ھ بمطابق ۱۹۴۹ء میں فراغت حاصل کی اور اچھے نمبروں میں کامیاب ہوئے۔ دورۂ حدیث سے فراغت کے بعد جب آپ "رائے پور" تشریف لائے' تو آپ کے استاذ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ سے فرمایا کہ "مولوی سعید احمد کو مزید ایک سال کے لیے مجھے دے دیں' تاکہ تکمیل (منطق فلسفہ وغیرہ علوم) میں وقت لگا لے" اس پر حضرت اقدس رائے پوری ثانی قدس سرہ نے ارشاد فرمایا۔

> "بس جی! ہم نے جتنا اپنے برخودار مولوی سعید احمد کو پڑھانا تھا' پڑھا لیا' اس سے آگے نہیں پڑھانا' ہم نے کوئی اسے محض مدرس بنانا ہے؟"

اور پھر حضرت مولانا سعید احمد رائے پوری کی طرف مخاطب ہو کر یہ

شعر سنایا۔

پڑھ پڑھ ہوئے پتھر، لکھ لکھ ہوئے چور
جس پڑھنے سے مولا ملے، وہ پڑھنا کچھ اور

چنانچہ تعلیم سے فراغت کے بعد، حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ نے آپ کو خصوصی طور پر اپنی نگرانی، تربیت اور راہنمائی میں رکھا، ذکر و اذکار کی تلقین فرمائی۔ اس کے بعد آپ نے پوری یکسوئی کے ساتھ اپنا وقت مسلسل حضرت اقدس رائے پوری ثانی کی صحبت اور ذکر و اذکار کی مداومت میں گزرا، منازل سلوک و عرفان طے کیں اور سیاسی تربیت حاصل کی۔ آپ بڑی عالی ہمتی سے ذکر و اذکار اور دیگر اشغال وغیرہ میں مشغول رہا کرتے۔ اور دیکھنے والے بتاتے ہیں کہ حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کی آپ پر خاص توجہ رہتی تھی، یوں خانقاہ عالیہ کی تمام امتیازی خصوصیات کے حوالے سے آپ کی خصوصی تربیت فرمائی، یہی وجہ ہے کہ شریعت، طریقت اور سیاست کی تعلیم و تربیت کے بعد حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ نے آپ کو خلافت عطاء فرمائی۔ اس کے بعد بھی آپ نے ۱۹۶۲ء تک ۱۲ سال حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کی خدمت کی۔ اور آپ کی صحبت میں رہے۔

حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ کو حضرت مولانا سعید احمد رائے پوری مدظلہ العالی کی استعداد اور صلاحیت پر بڑا اعتماد تھا۔ آپ اپنی مجالس میں نام لے کر آپ کی تعریف فرمایا کرتے تھے چنانچہ فرمایا کرتے تھے، "مولوی سعید احمد تو واقعی "سعید" ہیں" (۱۲) اسی طرح پاکستان میں اپنے متوسلین کو خطوط میں آپ کی خدمت میں جانے اور صحبت میں رہنے کا حکم فرماتے تھے۔ چنانچہ ایک متوسل کو اپنے ایک مکتوب گرامی میں آپ کا پورا تعارف کراتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"حضرت مولانا مولوی عبدالعزیز گمتھلوی (رائے پوری) سلمہ حال وارد سرگودھا، ہمارے پیر صاحب کے صاحبزادہ

(نواسہ) ہیں' ان کے ہونہار صاحبزادے مولوی سعید احمد
ہیں جو کہ واقعی اسم بامسمی ہیں" (۱۴)

اس طرح آپ وقتاً فوقتاً اپنے متعلقین کو حضرت مولانا سعید احمد رائے پوری کی خدمت میں رہنے کے لیے لکھتے رہے ہیں' اور اس طرح آپ کا اعتماد اپنے پورے حلقہ میں بٹھاتے رہے' اور قلبی توجہات مسلسل آپ پر مرکوز رہیں۔

حضرت اقدس شاہ سعید احمد رائے پوری دامت برکاتھم العالیہ نے تقریباً ۳۰ سال تک حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ کی صحبت میں وقت گزارا ہے۔ اور اس پورے عرصہ میں خانقاہ رائے پور کے فکر و عمل اور جہد و کردار کو بخوبی سمجھا' بلکہ انتہائی قریب سے مشاہدہ کیا اور اپنے قلب و دماغ کی استعداد اور مہارت کے ساتھ اسے پورا پورا جذب کیا' پھر ۱۹۶۲ء کے بعد تقریباً ۳۰ سال کا عرصہ آپ نے اپنے والد گرامی اور خانقاہ رائے پور کے مسند نشین ثالث حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہ کی خدمت عالیہ میں رہ کر' ان کی خدمت کی' اور صحبت اٹھائی ہے۔ اس عرصہ میں حضرت اقدس رائے پوری ثالث کی نگرانی میں آپ نے خانقاہ عالیہ کے مزاج کے مطابق دین اسلام کے تمام شعبوں میں بڑی ہمت و جرات اور قربانی کے ساتھ کام کیا اور وہ تمام ضروری امور سرانجام دیئے' جو اس خانقاہ کے مشائخ کے فکر و عمل اور جہد و کردار کے مطابق تھے اور حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ کے تربیت یافتگان اور خانوادہ ولی اللھی کے جانشین حضرات کے مزاج اور منشاء سے پوری مطابقت رکھتے تھے۔ آپ نے اس زمانہ میں حضرت اقدس رائے پوری ثالث کی راہنمائی میں دور کے تقاضوں کے عین مطابق نوجوانوں میں قومی اور ملی شعور پیدا کرنے کے لیے ان تھک محنت اور کاوش کی ہے اور اس دور میں انسانیت کی خدمت کے حوالے سے غلبہ دین کا تقاضہ کیسے اور کیونکہ پورا ہو گا؟ آپ نے اس حوالے سے خدمات سرانجام دیں۔

اس طرح گویا آپ نے دو مشائخ رائے پور سے پورا پورا کسب فیض

کیا۔ آپ کے قلب اطہر نے اپنے دونوں مشائخ جو کہ ہم مثل اور ایک دوسرے کے مشابہ تھے' کے قلوب سے دین اسلام کے ہر شعبہ کا فیضان اخذ کیا۔ اور اسے اچھی طرح جذب کیا اور تقریباً ۶۰ سال تک خانقاہ رائے پور کے مشائخ کی صحبت نے خانوادہ ولی اللھی کے دینی مزاج اور امتیازی خصوصیات کو آپ کے قلب و دماغ میں راسخ کردیا۔ اور آپ کے جسم و جان کو سراپا عمل بنا کر رکھ دیا۔ ایک طرف ان حضرات کی کیمیا اثر صحبت تھی' اور دوسری طرف آپ کا اپنا یہ حال تھا کہ اونچی استعداد و صلاحیت کے باوجود آپ کا دل و دماغ بچپن سے ہی ان مشائخ کرام کا سچا طالب و عاشق بنا ہوا تھا' چنانچہ آپ کی سچی طلب اور مشائخ رائے پور کی قوت جاذبہ حق نے آپ کو اپنی طرف کھینچ کر ایسا کندن بنا دیاکہ آپ ولی اللھی مشائخ کے مزاج کے مطابق مجسمہ فکر و عمل اور نمونہ جہد و کردار بن گئے۔ پھر آپ کی ہمت و قربانی نے اس جذبہ صادقہ کو مزید نکھار کر رکھ دیا اور ایک کامل فرد کی حیثیت دی۔

جون ۱۹۹۲ء میں قطب الارشاد حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہ کا انتقال پر ملال ہوا' آپ نے اپنی وفات سے تقریباً چار سال قبل ہی حضرت اقدس شاہ سعید احمد رائے پوری کو اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا' چنانچہ ۱۵ جنوری ۱۹۸۸ء کو خانقاہ عالیہ رحیمیہ کی مسجد کے سامنے رائے پور کے وسیع میدان میں ہزاروں انسانوں کی موجودگی میں حضرت اقدس نے بنفس نفیس اس کا اعلان فرمایا۔ اور اس کے بعد بھی بارہا مختلف موقعوں پر حضرت اقدس مولانا سعید احمد رائے پوری کے بارے میں بہت بلند کلمات ارشاد فرمائے۔ اسی لیے معذوری کے آخر زمانہ میں طالبین و سالکین کی راہنمائی اور ہدایت کی ذمہ داری آپ سے ہی پورا کرتے رہے۔

چنانچہ حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہ کے وصال کے بعد حضرت اقدس شاہ سعید احمد رائے پوری دامت فیوضہ القدسیہ نے خانقاہ عالیہ رائے پور کی مسند کو رونق بخشی' اور حضرت رائے پوری ثالث کے جانشین قرار پائے۔ اب آپ خانقاہ عالیہ کے جامع مزاج کے مطابق دین اسلام

کے تمام شعبوں میں انتہائی ہمت، جرات اور تدبر و فراست سے تربیت، نگرانی اور سرپرستی فرمارہے ہیں۔

سیاسی حوالے سے آپ کی تربیت حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری نے فرمائی تھی، اور حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری کے زیر نگرانی آپ نے اس کے مطابق کام کیا تھا۔ آپ نے ان حضرات کے قائم کردہ سیاسی مزاج کے مطابق انہی خطوط پر کام کو آگے بڑھایا، جو حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ نے واضح کئے تھے۔ اور جن کا اجمالی سا خاکہ آپ کے حالات میں گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے۔ چنانچہ اس پس منظر میں آپ نوجوانوں میں اس حوالے سے شعور بیدار کر رہے ہیں کہ اس خطہ میں کام کرنے کے لیے دین اسلام کے انسانیت نواز پہلو کو اجاگر کیا جائے اور انسانیت دشمن سامراجی ممالک کی سازشوں اور مکرو فریب سے آگاہ رہنا چاہیے۔

آپ اکابرین جمعیت العلماء ہند کی سیاسی سوچ کے مطابق یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ دنیا کے ہر خطہ کی مظلوم اقوام کو سامراجی ممالک کی سیاسی، معاشی اور تہذیبی غلامی سے نجات دلانے کی جدوجہد کرنا، اس دور میں دین اسلام کی تعلیمات کا بنیادی حصہ ہے۔ ہر ملک کو اپنے قومی جمہوری تقاضوں اور ملی امنگوں کے مطابق اپنا قومی نظام تشکیل دینے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔ غیر ملکی سامراجی مداخلت خواہ وہ کسی بھی نام سے ہو، ملک و قوم کے حقوق غصب کرنے کے مترادف ہے۔ بالخصوص اس خطہ کے جن ممالک میں عالمی سامراج مداخلت کر کے اپنے سیاسی و اقتصادی مفادات حاصل کرتا ہے۔ دینی حوالے سے یہ ایک جرم عظیم ہے۔

اس علاقہ میں امن قائم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ سرمایہ پرست سامراجی ممالک سے آزادی حاصل کی جائے اور اپنی قومی اور ملی امنگوں کے مطابق ایک ایسا سیاسی اور اقتصادی نظام تشکیل دیا جائے، جو نہ صرف ملک کے داخلی مسائل کو صحیح بنیادوں پر حل کرنے والا ہو۔ بلکہ اس پورے برصغیر پاک و ہند و بنگلہ دیش میں پرامن بقائے باہمی اور انسانیت دوستی کے اصولوں پر قائم

ہو۔ اس خطہ میں اس وقت تک امن قائم نہیں ہو سکتا' جب تک علاقائی بنیادوں پر کام کرتے ہوئے' غیر علاقائی طاقتوں کی مداخلت کو ختم کیا جائے اور علاقائی بنیادوں پر اس خطہ میں بسنے والے تقریباً ڈیڑھ ارب انسانوں کے سیاسی امن اور معاشی خوشحالی کے لیے کام کیا جائے اور ہر وہ تحریک جو اس خطہ میں فرقہ پرستی' تشدد پسندی' قتل و غارت گری اور فتنہ انگیزی پیدا کرنے والی ہو' اس کی حوصلہ شکنی کی جائے' اس طرح کے ہتھکنڈے خواہ مذہب کے نام پر ہوں یا نسل پرستی اور برادری ازم کی بنیاد پر اختیار کیے جائیں۔ ان کی نفی کی جائے' اس لیے کہ مذہب اسلام بنیادی طور پر پرامن اور انسانیت دوست مذہب ہے۔اس کا پرتشدد تحریکات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسلام کو ظلم سے نفرت ہے' اور عدل کا قیام اس کا بنیادی جوہر ہے۔ سماجی انصاف کی فراہمی اس کا بنیادی تقاضہ ہے۔

آپ کی یہ حتمی سیاسی رائے ہے کہ قومی آزادی و حریت کی بنیاد پر سیاسی امن کا حصول اور انسانیت دوستی کی بنیاد پر معاشی عدل اور سماجی انصاف فراہم کرنا اسلام کا وہ سنہرا اصول ہے۔جو ہر دور میں انسانی سماج کی تشکیل نو کے لیے بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ کسی ملک میں غلبہ دین کے اساسی تصورات انہی اصولوں پر آگے بڑھائے جائیں۔

اس تناظر میں غلبہ دین کا ایسا سیاسی شعور پیدا کرنا ایک ناگزیر ضرورت اور تقاضہ ہے۔ ورنہ حب مال اور حب جاہ کی وجہ سے مذہب کی جو مسخ شدہ صورتیں اس وقت چل رہی ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ آئندہ چل کر لوگ مذہب سے نفرت کرنے لگیں گے۔اس لیے دین اسلام کا وہ اصول جو گزشتہ اولیاء کرام نے ہندوستان کے لوگوں کو حلقہ بگوش کرنے کے لیے اپنایا تھا۔ اور انسانیت نوازی کا درس دیا تھا' اس اصول پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی اساس پر آپ اپنے متعلقین و متوسلین میں سیاسی شعور پیدا کرنے کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں۔ تاکہ دین اسلام کی حقیقی سیاسی تعلیمات کا انسان دوست پہلو سامنے آئے' اور سامراجی ظلم اور اس کی مداخلت کے خلاف بھرپور شعور کا

واضح اظہار ہو۔

خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے موجودہ مسند نشین حضرت اقدس شاہ سعید احمد رائے پوری مدظلہ العالی نوجوانوں کی اس حوالے سے سیاسی تربیت' نگرانی اور سرپرستی فرما رہے ہیں اسی کے ساتھ وہ مراکز علمیہ اور مدارس دینیہ' جو اخلاص و للہیت کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ اور موجودہ سرمایہ پرستانہ پر تعیش ذہنیت سے الگ ہو کر خالص علوم دینیہ شرعیہ کی تعلیم و تعلم میں مصروف عمل ہیں۔ آپ ان کی پوری پوری سرپرستی فرما رہے ہیں۔ آپ کی قلبی توجہات اور ادعیہ مخصوصہ ادھر متوجہ ہیں کہ علوم شریعہ دینیہ کی حفاظت کا انتظام اسی نہج پر جاری رہنا چاہیے' جیسا کہ اکابرین امت کے دور میں سادگی اور خلوص کے ساتھ جاری رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے اداروں کی حفاظت فرمائے اور ہر قسم کے شرور فتن سے محفوظ فرمائے۔

دین اسلام کے شعبہ سیاست اور شعبہ شریعت کے اساسی فکر و عمل کو کماحقہ نئی نسل تک منتقل کرنے والے ادارے' تنظیمات' اور مدارس کی نگرانی اور سرپرستی کے ساتھ ساتھ دین اسلام کے شعبہ سلوک و احسان و راہ طریقت میں بھی آپ پوری ہمت اور دل جمعی کے ساتھ تربیت کے عمل کو وسیع' گہرے اور پراثر انداز میں آگے بڑھا رہے ہیں۔ آپ کی ہمت قلبی اور توجہ باطنی سچے طالبین کے قلوب میں ذات خداوندی کی محبت اور دین اسلام کی تعلیمات سے سچی وابستگی پیدا کرنے کے لیے سرگرم عمل ہے۔

ظاہربین حضرات کو شاید آپ کے قلب ذکیہ سے پھوٹنے والی ہدایت کی روشنی کا صحیح احساس نہ ہو۔ لیکن اہل قلب اور مخلص حضرات آپ کے مرتبہ اور مقام سے خوب واقف ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کے قلب ذکیہ نے کتنے ہی قلوب کو باطنی دولت سے مالا مال کیا ہے۔ اخلاص للہیت اور دین اسلام کے جامع فکر و عمل پر مرمٹنے کا جذبہ صادقہ پیدا کیا ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس شاہ سعید احمد رائے پوری دامت فیوضہ القدسیہ کے فیضان صحبت و تربیت سے جامع فکر' عمل پیہم اور جذبہ پرعزم کے حامل ایسے قلوب تیار ہوئے

ہیں۔ جو اخلاص و للہیت اور جذبہ عشق الٰہی سے معمور ہیں اور جرات و ہمت اور قربانی کے پیکر ہیں۔

آپ بہت سے قلوب کو کھینچ کر اپنے اکابرین مشائخ کرام کے رنگ میں رنگ رہے ہیں اور اس حوالے سے حضرت رائے پوری ثالث قدس سرہ نے قلوب کی جو نرسری لگائی تھی' آپ بڑی جانفشانی سے اس کی پرورش اور نگہداشت کر رہے ہیں۔ اور انہیں عشق الٰہی کی شراب پلا کر درجہ تکمیل کی طرف بڑھا رہے ہیں اور نقشبندی مزاج کے مطابق تمام سلاسل عالیہ کی جامعیت کو کچھ ایسے عجیب انداز سے آگے بڑھا رہے ہیں کہ "برند راہ پنہاں بحرم قافلہ را" کے مصداق کام کر رہے ہیں۔

اب تک ہندوستان اور پاکستان میں کئی حضرات آپ کی صحبت میں رہ کر کامیاب و کامران ہو چکے ہیں۔ اور آپ کی طرف سے انہیں اللہ کا نام بتانے کی اجازت مرحمت ہو چکی ہے۔ یہ مجازین بیعت حضرات اس خانقاہ کے فکر و عمل کو آگے بڑھانے کے لیے آپ کی نگرانی میں کام کر رہے ہیں۔ اور مزید ترقیات ظاہری و باطنی سے مالا مال ہو رہے ہیں۔

الغرض آپ اپنی شبانہ روز محنتوں کے ذریعہ' سلسلہ عالیہ رحیمیہ کے وابستگان میں بالعموم اور نوجوانوں میں بالخصوص غلبہ دین کا سچا جذبہ بیدار کرنے میں مصروف ہیں۔ اور اکابرین مشائخ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے 'نوجوانوں میں ان قومی ذمہ داریوں کا احساس و فکر و عمل پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جن کا تقاضہ اس دور میں ہمارا دین ہم سے کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے فکر و عمل اور جہد و کردار کو صحیح تناظر میں سمجھنے اور اس کی اتباع و پیروی کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور اپنی رضا و محبت سے نوازے۔ آمین

آخر میں خدائے عزوجل کے حضور ہم سراپا التجا ہیں اور دل کی گہرائیوں سے یہ دعا کرتے ہیں کہ خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے موجودہ مسند نشین حضرت اقدس شاہ سعید احمد رائے پوری دامت فیوضہ القدسیہ کی ذات والا صفات کی عمر مبارک میں برکت عطا فرمائے۔ اللہ آپ کی ذات قدسی صفات

کے فیضان سے پورے عالم کو منور فرمائے۔ اور آپ کو اپنی جدوجہد میں پوری طرح کامیاب و کامران فرمائے۔ اور ہمیں ان سے سچا تعلق قائم کرنے اور دلی محبت رکھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ اور ان کا کلی اتباع کرنے کی بھی پوری توفیق عطا فرمائے۔

نہ پوچھو ہم سے رائے پور کے پیر مغاں کا ظرف
جو ان کے میکدے سے ہو کے آیا' چور چور آیا
جو پہنچا ان کی خدمت میں گدائے بے نوا بن کر
وہ آخر کامیاب و کامران ہو کر ضرور آیا
یہ خرقہ پوش سلطان السلاطین زمانہ ہیں
ہمیشہ سربریدہ سامنے ان کے غرور آیا
انہیں کے دم قدم سے رونق بزم سیاست ہے
انہیں کے ساتھ عرفان و تصوف دور دور آیا
انہیں کے عنبریں انفاس سے دل ہائے ویران میں
بہار جانفزا آئی' سکون آیا' سرور آیا
وہ عبد رحیم و قادر ہوں' عبد عزیز یا سعید احمد ہوں
ہوا ذرے سے وہ خورشید' جو ان کے حضور آیا

ہدیہ تبریک

بخدمت مشائخ رائے پور

درج ذیل "ہدیہ تبریک" سلطان الاولیاء قطب الارشاد حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہ کی خدمت میں اس موقع پر پیش کیا گیا جبکہ آپ نے حضرت اقدس شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہ کو اپنا جانشین بنانے کا اعلان کیا تھا۔ حضرت مولانا حسین احمد علوی مدظلہ العالی پروفیسر گورنمنٹ کالج چشتیاں نے اپنی اس نظم میں خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور اور ان کے مشائخ کا ذکر بڑے خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے۔ آزاد

حبذا اے خانقاہ رائے پور جنت نظیر!
تو ز انوار رشید احمدؒ ز گنگوہ مستنیر!
کس قدر انوار رحمت! کون ہیں یاں پر مقیم؟
زینت و زیب الف ثانی شہ عبدالرحیمؒ
قطب ارشاد و ہدایت، غوث وقت و زین دیں،
حضرت شہ عبدقادرؒ بھی یہاں مسند نشیں
جانشین حضرتین رائے پور، عالی وقار
ہاں! وہ اقلیم ولایت کے ہیں برحق تاجدار
حضرت عبدالعزیز اب اس چمن کے باغباں
ان کی ہمت اور برکت سے چمن رشک جناں
ذکر و فکر صبح گاہی سے تو رشک قدسیاں!
ملاء اعلیٰ کے قضایا تیری مسند پر عیاں
کیا غرض عیش و تنعم سے تجھے، فقر غیور!

تیرے آگے سربریدہ کج کلاہوں کا غرور
دنیا سازوں کی سیاست' کیا غرض' سب مکرو زور
ہاں مگر نور فراست : خانقاہ رائے پور
عارف روح عصر! ہے داعی دین حیات!
آپ کی چشم فراست: "احتساب کائنات"
ہے فراست نور تقویٰ' نور فرقاں' اسمعوا
بندۂ مومن کی شان : لا یخدع لا یخدع
تیری فطرت پر ہے روشن سر تقدیر امم
بہر ملت تیری ہمت پر ہیں خوش میر امم! ﷺ
حکمت دین متیں تیری مجالس سے عیاں!
حکمت و عرفاں کا طالب بھر کے اٹھے جھولیاں
شاہ اقلیم ولایت کی انگوٹھی کے نگیں!
وارث اسلاف' ان کی خاص نسبت کے امیں!
نور چشمان اکابر شہ سعید اعلیٰ ظرف!
ہو مبارک آپ کو یہ جانشینی کا شرف!
اے زمین رائے پور! تجھ کو مبارک بار بار!
اے یہ "گلزار رحیمی" تو سدا رشک بہار!
رائے پور والو! سنو! اللہ کا احساں ہوگیا
جانشینیٔ سعید احمد کا اعلاں ہوگیا!
اے گل سرسبد گلزار رحیمی رائے پور!
مشرق و مغرب میں پہنچے' تیری خوشبو دور دور
مرکز رشد و ہدایت رائے پور کا جانشیں
رسم پنجابی نہ سمجھیں اس کو ہرگز سطح بیں
عبدیت' تکمیل احسان' ذکر حق' برد یقیں
نسبت اویسیت' تلمیذ قرآن مبیں

شکر و تسلیم و رضا : جملہ مقامات یقیں'
ہم نگاہ تیز در تلبیس ابلیس لعیں'
بے ہمہ دباہمہ' اخلاق سلف صالحین'
رافت رحمت علی مخلوق رب العلمین'
حریت' ایثار و خدمت' نصرت از روح الامینؑ
علم و اخلاص و شعور غلبۂ دین متیں'
پھر یہ سب کچھ ہو علیٰ منہاج ختم المرسلینؐ (ﷺ)
کیا کہوں' میں سطح ہیں؟ کیا ہے مقام جانشیں!
بر زبان صدق رمز گفتہ اللہ بود
گفت رومی : "گرچہ از حلقوم عبداللہ بود"
درد ملت رکھنے والو! طالبو! دانشورو!
اسوۂ اسلاف جاکر خانقاہ میں سیکھ لو!!
فتنہ افرنگ سے قلب و نظر میں اعوجاج
صحبت مردان حر میں کر تلاش اس کا علاج!
پھر نہ کہنا راز دل یہ ہم کو بتلایا نہ تھا!
راستہ اسلاف کا یہ ہم کو دکھلایا نہ تھا
دست بستہ ہے کھڑا اک سائل باب رحیم
اے کریم ابن کریم ابن کریم ابن کریم!
بندۂ سائل کھڑا' اس خانقاہ کا واسطہ!
ہو عطا حسن ادب' حسن وفا با خانقاہ
مرکز رشد و ہدایت تا ابد قائم رہے!
ہم غلاموں پر بزرگوں کی نظر دائم رہے!
میرے حضرت! نہ میں شاعر نہ یہ میرا مشغلہ
اک چھپا تھا حال دل' جذبات میں وہ بہہ گیا
نے فقیری' نے امیری' ایک بس ہے التجا!

دست شفقت سر پہ رکھ کر دیجئے مجھ کو دعا!

زندگی بیکار گزری، میں ہوں نادم اشکبار

فضل فرما دے الٰہی! فضل تیرا بے شمار

بارہا توڑی ہے توبہ، یاالٰہی! اعتراف!

بخش دے میرے گنہ، کر ہر خطا میری معاف!

خانقاہ عالیہ کے اولیاء کا واسطہ!

کر نصیب اپنی رضا، اپنی محبت اے الٰہ!

ذکر حق، سوز قرأت، لذت سجدہ حضور

احترام آدمیت، ظلم سے کلی نفور

خدمت انسانیت کی تقاضوں کا شعور

ہو عطا میرے الٰہ! اولیائے سرالگے پور

فضل فرما دے اللہ! تجھ سے تجھی کو مانگتا

سائل حب و رضا ہو نقش پائے مصطفیٰ (ﷺ)

نقش پائے مصطفیٰ (ﷺ) تفسیر آئین حیات

قلب و قالب وقف ہو خدمت دین حیات

"جان ایمان، مغز قرآن، روح دین" حب حبیب (ﷺ)

یعنی "قلب و جگر گروہ نبی" ہمارا نصیب! (ﷺ)

شیخ پاکے روز و شب فاللہ خیر حافظا!

جانشیں کے شیخ و احباب فاللہ خیر حافظا!

کرو ہے طلوعی روسیاہ ہو آپ کے در کا گدا!

ہو نظر اس پہ ذرا، حضرت! بڑوں کا واسطہ!

— از قلم:- احقر حسین احمد علوی چشتی

۲۷ ربیع الاول ۱۳۰۹ھ

حوالہ جات

۱۔ روایت حضرت رائے پوری۔

۲۔ ارشادات ص ۷۵۔

۳۔ روایت سید مطلوب علی زیدی و دیگر حضرات۔

۴۔ ماہنامہ بینات بابت محرم ۱۴۱۳ھ مطبوعہ کراچی۔

۵۔ ایضاً۔

۶۔ ایضاً۔

۷۔ ایضاً۔

۸۔ ایضاً۔

۹۔ ایضاً۔

۱۰۔ ایضاً۔

۱۱۔ ڈائری راقم الحروف ۱۹۸۸ء۔

۱۲۔ ارشادات حضرت رائے پوری ثانی۔

۱۳۔ مکتوب بنام مولانا ڈوگوی۔